Cambridge Assessment International Education

Cambridge IGCSE™

URDU AS A SECOND LANGUAGE **0539/02**

Paper 2 Listening Comprehension **May/June 2022**

TRANSCRIPT **Approximately 45 minutes**

This document has **xx** pages. [Any blank pages are indicated.]

© UCLES 2022 **[Turn over**

Cambridge Assessment International Education

Cambridge IGCSE Examination in Urdu as a Second Language

June 2022

Paper 2 Listening

Turn over now

مشق نمبر :1

سوال نمبر :1 تا 8

سوال نمبر1 تا 8 کے لیے آپ آٹھ مختلف حصے سنیں گے۔ ہر سوال کا جواب دی گئی لائن پر تحریر کریں۔ آپ کا جواب مختصر ہونا چاہیے۔

آپ ہر حصے کو دو بار سنیں گے۔

[Pause 00’05”]
[Signal]
[Pause 00’03”]

سوال نمبر1

M عادل: سندس! تمہیں ہوائی جہاز کا سفر کیسا لگتا ہے؟

F سندس: یوں تو مجھے دنیا کی سیر کا بہت شوق ہے، لیکن سب سے مشکل بات میرے لیے ہوائی جہاز میں سفر کرنا ہے۔

M عادل: ارے! وہ کیوں؟

F سندس: ہوائی جہاز میں کھانا تو اتنا برا نہیں ملتا لیکن گھنٹوں ایک ہی جگہ بیٹھے رہنا میرے لیے کسی سزا سے کم نہیں۔

M عادل: مجھے تو ہوائی جہاز کا سفر بہت پسند ہے، البتہ جہاز کا کھانا بہت بے مزہ لگتا ہے۔

[Pause 00’10”]
[Repeat]
[Pause 00’05”]

سوال نمبر2

F سارہ: علی! تم روزانہ کتنے گھنٹے ٹی وی دیکھتے ہو؟

M علی: میں نے تو ایک عرصے سے ٹی وی دیکھنا چھوڑ دیا ہے۔ پروگرام چاہے کوئی بھی ہو، ہر چند منٹ کے بعد وہی پرانے اشتہار دیکھنے کو ملتے ہیں۔

F سارہ: ہاں! مگر اشتہار بھی تو ضروری ہیں، ورنہ ہمیں گھر بیٹھے کون بتائے گا کہ بازار میں کون سی نئی چیز فروخت ہو رہی ہے۔

M علی: مجھے تو لگتا ہے، یہ اشتہار صرف پیسہ بنانے کا ایک ذریعہ ہیں۔

[Pause 00’10”]
[Repeat]
[Pause 00’05”]

© UCLES 2022

سوال نمبر3

F عورت: مجھے لکھنے کے لیے ایک کاپی چاہیئے؟

M دکاندار: جی! ہمارے پاس کئی طرح کی کاپیاں ہیں۔ آپ چاہے ان پر اردو لکھیں یا انگریزی۔ یہ سرخ والی کاپی دیکھیے، اس میں کاغذ بھی بہت اچھا ہے۔

F عورت: ہاں۔ لیکن مجھے تو کھلی لائنوں والی کاپی چاہیے جس سے بچوں کو اردو لکھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

M دکاندار: جی بہت بہتر! تو پھر یہ لیجیے۔

F عورت: شکریہ۔

[Pause 00’10”]
[Repeat]
[Pause 00’05”]

سوال نمبر4

F خواتین و حضرات! ہم آپ کو سفاری پارک میں خوش آمدید کہتے ہیں۔

آپ سے درخواست ہے کہ سفاری پارک کی سیر کے دوران اپنی گاڑی سے باہر مت نکلیں۔ جانوروں کو صرف دور سے دیکھیں۔ اگر کوئی جانور آپ کی گاڑی کے قریب آ بھی جائے تو گاڑی کے شیشے مت کھولیں۔ جانوروں اور پرندوں کو ہر قسم کی خوراک کھلانا منع ہے۔ آپ کے تعاون کا بے حد شکریہ۔

[Pause 00’10”]
[Repeat]
[Pause 00’05”]

سوال نمبر5

M ندیم: رباب، اگلے ہفتے ابو کی سالگرہ ہے۔ میں چاہتا ہوں اسے ایک یادگار دن بنایا جائے۔

F رباب: بہت اچھا خیال ہے۔ ندیم! تم نے کچھ سوچا ہے اس بارے میں؟

M ندیم: ہاں۔ بالکل! ابو کے بچپن کے دوست جنہیں وہ بیس سال سے نہیں ملے، وہ لندن سے آ رہے ہیں۔ ہم سالگرہ کی پارٹی میں انہیں ابو سے اچانک ملوائیں گے۔

F رباب: ارے واہ! یہ تو بہترین تجویز ہے۔

M ندیم: بس خیال رہے۔ ابو کو اس بات کی تب تک خبر نہ ہو!

[Pause 00’10”]
[Repeat]
[Pause 00’05”]

سوال نمبر 6

F قاسم: سنیئے! کیا آپ مجھے یہاں انار کلی ریسٹورنٹ کا راستہ بتا سکتی ہیں؟

M نائلہ: جی کیوں نہیں۔ لیکن وہ ریسٹورنٹ تو کافی عرصہ ہوا بند ہو چکا ہے۔ اور شاید اب اس جگہ ایک موبائل فون کی دکان ہے۔

F قاسم: آپ پھر بھی میری رہنمائی کر دیں۔ دراصل میں اپنے ایک پرانے استاد سے ملنے آیا ہوں جو اس ریسٹورنٹ کے سامنے رہتے تھے؟

M نائلہ: بہت خوب۔ آپ سیدھے جا کر چوک سے بائیں مڑیں گے تو پہلی دکان ہے۔

F قاسم: جی۔ بہت شکریہ۔

[Pause 00’10’’]
[Repeat]
[Pause 00’05’’]

سوال نمبر 7

F عورت: ہیلو! السلام علیکم۔ میں گلبرگ میں رہتی ہوں۔ ہمارا انٹرنیٹ صبح سے کام نہیں کر رہا۔

M ایجنٹ: جی۔ وعلیکم السلام۔ کیا آپ نے اس مہینے کا بل ادا کر دیا ہے، جو ہم نے پچھلے مہینے کے آخر میں بھیجا تھا؟

F عورت: جی بالکل! وہ تو میں ہمیشہ پہلی تاریخ کو ادا کر دیتی ہوں۔

M ایجنٹ: بہت خوب۔ آپ دو گھنٹے کے بعد فون کیجیے گا۔ تب تک میں ساری چھان بین کر کے وجہ جاننے کی کوشش کرتا ہوں۔ تکلیف کے لیے معذرت۔

F عورت: جی۔ بہت شکریہ!

[Pause 00’10’’]
[Repeat]
[Pause 00’05’’]

سوال نمبر 8

M اب آپ کھیل کی خبریں سنیئے۔

آئندہ ماہ بنگلہ دیش کی کرکٹ ٹیم پاکستان کا دورہ کرے گی۔ یہ میچ لاہور، کراچی اور ملتان کے اسٹیڈیم میں کھیلے جائیں گے، اور ٹی وی پر براہ راست نشر کیے جائیں گے۔ بنگلہ دیش کی کرکٹ ٹیم کے جانے کے بعد برطانیہ سے کبڈی کی ایک ٹیم پاکستان کا دورہ کرے گی۔ کبڈی کے یہ مقابلے گجرات اسٹیڈیم میں ہوں گے۔ البتہ ٹی وی پر یہ مقابلے نہیں دکھائے جائیں گے۔

[Pause 00’10’’]
[Repeat]
[Pause 00’05’’]

مشق نمبر 1 ختم ہوئی، اب آپ تھوڑی دیر میں مشق نمبر 2 سنیں گے۔ پرچے میں دیے گئے مشق نمبر 2 کے سوالات پڑھیں۔

[Pause 00’30’’]

© UCLES 2022

مشق نمبر :2

سوال نمبر :9

اسکول میں مضامین کے انتخاب کے بارے میں ایک رپورٹ سنیں اور نیچے دیے گئے جملے ایک یا دو الفاظ لکھ کر مکمل کریں۔

آپ یہ رپورٹ دو بار سنیں گے۔

برطانیہ میں 1980 کی دہائی سے پہلے لڑکے اور لڑکیاں الگ الگ تعلیمی نصاب پڑھتے تھے۔ لڑکوں کو جسمانی مشقت والے مضامین پڑھنے کے لیے کہا جاتا تھا مثلاً لکڑی کا کام، دھات کا کام اور سائنس سے متعلق مضامین پڑھائے جاتے تھے۔ جبکہ لڑکیوں کے لیے ایسے مضامین پڑھنے کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی جو انہیں مستقبل میں ایک کامیاب بیوی اور ایک اچھی ماں بننے میں مددگار ثابت ہوں۔ اس کے لیے انہیں اسکول میں کھانے پکانے، سلائی کڑھائی اور دیگر گھریلو کاموں کے بارے میں تعلیم دی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ اگر وہ گھر سے باہر کسی دفتر میں کام کرنا چاہیں تو اس کے لیے انہیں پیشہ ورانہ کورس کروائے جاتے تھے جیسے ٹائپنگ وغیرہ۔

1988 میں جب پورے برطانیہ میں قومی نصاب متعارف کروایا گیا تو اس کے مطابق تمام طلبا کے لیے ریاضی، انگریزی اور سائنس کے بنیادی مضامین پڑھنا لازمی قرار دیا گیا جبکہ دوسرے تمام مضامین کو اختیاری بنا دیا گیا۔ برطانیہ کے ہر اسکول میں 16 سال کی عمر تک تعلیم حاصل کرنے والے طالب علموں کے لیے بنیادی طور پر یہی مضامین پڑھائے جانے لگے۔ اس نئے نصاب میں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم میں اب کوئی بھی فرق نہیں رکھا گیا تھا اور وہ لازمی مضامین کے علاوہ اپنی مرضی کے اختیاری مضامین کا انتخاب کر سکتے تھے۔

اس نئے قانون کے باوجود، جس میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے نصاب میں کوئی فرق نہیں تھا، ایک حیران کن بات یہ دیکھنے میں آئی کہ اب بھی لڑکے زیادہ تر ٹیکنالوجی سے متعلق مضامین شوق سے پڑھ رہے تھے جبکہ لڑکیوں کی اکثریت آرٹس سے متعلق مضامین پڑھنے میں دلچسپی لے رہی تھی۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ پرانا نصاب چونکہ ایک عرصہ دراز سے رائج تھا اور والدین اور نوجوان لاشعوری طور پر اس سوچ کی عکاسی کر رہے تھے جس میں لڑکوں اور لڑکیوں کا معاشرتی زندگی میں ایک مخصوص کردار ہوتا ہے۔ نصاب میں اچانک نمایاں تبدیلی اور لوگوں کا ردعمل اس بات کی طرف بھی واضح اشارہ کرتا ہے کہ معاشرے کا طور طریقہ اور سوچنے کا انداز راتوں رات تبدیل نہیں ہوا کرتا بلکہ اسے بدلنے میں وقت لگتا ہے۔ تاہم حالیہ برسوں میں یہ دیکھا جا رہا ہے کہ اب لڑکوں اور لڑکیوں کے مضامین کے انتخاب اور علمی میدان میں ان کی کارکردگی میں کوئی نمایاں فرق نہیں رہا۔

[Pause 00’30’’]

اب آپ یہ رپورٹ دوبارہ سنیں۔

[Repeat]

مشق نمبر 2 ختم ہوئی، اب آپ تھوڑی دیر میں مشق نمبر 3 سنیں گے۔ پرچے میں دیے گئے مشق نمبر 3 کے سوالات پڑھیں۔

[Pause 00’30’’]

مشق نمبر :3

سوال نمبر :10

آپ چھٹیوں سے متعلق چھ لوگوں کی گفتگو سن رہے ہیں۔ ہر ایک شخص کو اس کی دی گئی رائے (A–G) سے ملائیں۔
ہر شخص کے لیے انگریزی حروف (A–G) میں سے ایک حرف دیے گئے خانے میں لکھیں۔ ہر حرف کا استعمال صرف ایک بار کریں۔
ایک حرف اضافی ہے جسے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں۔
آپ ہر حصے کو دو بار سنیں گے۔

[Pause 00’05’’]
[Signal]
[Pause 00’03’’]

پہلی رائے

چھٹیوں کا نام سنتے ہی میں تو خوشی سے ناچنے لگتی ہوں۔ میں اسکول کے دنوں میں چھٹیوں کا بے چینی سے انتظار کرتی ہوں۔ چھٹیوں کے دوران آپ کہیں دور سیر کے لیے جائیں یا گھر پر رہ کر ہی چھٹیاں گزاریں، مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جس چیز کو میں سب سے زیادہ پسند کرتی ہوں وہ ہے عام دنوں سے بالکل الگ معمول، جیسا کہ اپنی مرضی سے سونا، جاگنا اور اپنے لیے وقت نکالنا۔

دوسری رائے

چھٹیاں بھلا کسے اچھی نہیں لگتیں؟ لیکن اکثر لوگ چھٹیوں کا اصل مقصد بھول جاتے ہیں۔ چھٹیاں اس لیے نہیں ہوتیں کہ ہم اس میں وہ ساری اچھی باتیں بھول جائیں جو ہمارے روزانہ کے معمول کا حصہ ہیں۔ روزانہ وقت پر سونا، جاگنا، کھانا پینا اور تھوڑی بہت جسمانی مشقت نہ صرف ہماری اچھی صحت کے لیے انتہائی ضروری ہے بلکہ اس سے مثبت زندگی گزارنے میں مدد ملتی ہے۔

تیسری رائے

میرے نزدیک چھٹیوں کا سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ آپ اپنے دور دراز کے رشتے داروں سے ملیں اور اُن کے ساتھ یادگار وقت گزار سکیں۔ اگر دیکھا جائے تو بچپن سے لے کر اب تک ہمارے خاندان اور دور پار کے رشتے داروں سے متعلق ہماری یادیں چھٹیوں کے دنوں سے ہی وابستہ ہوتی ہیں۔ ہم ہر سال چھٹیاں اپنے گاؤں جا کر مناتے ہیں جہاں سب رشتے دار اکٹھے ہو کر گاؤں کی سادہ زندگی کا مزہ لیتے ہیں۔

چوتھی رائے

میں تو چھٹیوں کے انتظار میں دن گنتا ہوں اور مہینوں پہلے سے ہم کسی دوسرے ملک جانے کی تیاری شروع کر دیتے ہیں۔ میرے خیال میں چھٹیوں کا سب سے بڑا فائدہ ہی یہ ہے کہ ہم دوسرے ممالک کی سیر کر سکیں۔ اپنے ملک میں ہم کہیں بھی چلے جائیں، زیادہ تر چیزیں تو وہی دیکھنے کو ملتی ہیں جن کے بارے میں ہم پہلے سے جانتے ہیں۔ البتہ دوسرے ملکوں کی سیر کرنے سے ہمیں بہت کچھ نیا دیکھنے اور سیکھنے کو ملتا ہے۔

پانچویں رائے

میرے خیال میں چھٹیوں کا مقصد یہ نہیں کہ ہم سیکھنے کا عمل روک دیں اور ساری توجہ صرف تفریح پر دیں۔ میرے نزدیک چھٹیوں میں کتابوں سے مکمل دوری ہماری تعلیمی کارکردگی کو بری طرح متاثر کر سکتی ہے۔ میں تو چھٹیوں میں باقاعدگی سے اپنے تمام مضامین کی دہرائی کرتی ہوں اور اپنے روزانہ کے معمول کو جاری رکھنے کے لیے کسی اکیڈمی کی کلاس میں بھی باقاعدہ جاتی ہوں۔ اس طرح مجھے اسکول کھلنے پر کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

چھٹی رائے

میرے لیے تو چھٹیوں کا صرف ایک مقصد ہے اور وہ ہے دوسروں کی مدد کرنا۔ عام طور پر ہم اپنی روزمرہ زندگی میں بہت مصروف ہوتے ہیں اور دوسروں کے لیے زیادہ وقت نہیں نکال سکتے۔ میں چھٹیوں میں ایک خیراتی ادارے کے ساتھ ایسے علاقوں میں جاتا ہوں جہاں غریب بچوں کی تعلیم کے لیے مناسب انتظام نہیں ہوتا۔ ہم اُن بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھاتے ہیں اور اُن میں علم سے محبت اور زندگی میں آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا کرتے ہیں۔

[Pause 00’05’’]

اب آپ یہ گفتگو دوبارہ سنیں۔

[Repeat]

مشق نمبر 3 ختم ہوئی، اب آپ تھوڑی دیر میں مشق نمبر 4 سنیں گے۔ پرچے میں دیے گئے مشق نمبر 4 کے سوالات پڑھیں۔

[Pause 00’30’’]

مشق نمبر :4

سوال نمبر :11 تا 18

آپ بچوں کے رسالے "بچپن" کے ایڈیٹر سے لیا گیا ایک انٹرویو سن رہے ہیں۔ انٹرویو سن کر ہر سوال کے لیے (C یا A, B) میں سے صحیح جواب کے سامنے دیے گئے خانے میں (✓) ٹک کا نشان لگائیں۔
آپ یہ انٹرویو دوبار سنیں گے۔

میزبان: ڈاکٹر صاحب! سب سے پہلے تو یہ بتائیں کہ یہ رسالہ 'بچپن' کب سے شائع ہونا شروع ہوا اور آپ کب سے اس رسالے کے ایڈیٹر ہیں؟

ڈاکٹر علی: ویسے تو یہ رسالہ تقریباً چار سال پہلے شائع ہونا شروع ہوا تھا، لیکن میں گذشتہ دو سال سے اِس رسالے کا ایڈیٹر ہوں۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ میں ابتدا ہی سے اس ٹیم کا حصہ رہا جس نے اِس رسالے کو شروع کیا۔ دراصل ہم تین دوستوں نے مل کر یہ رسالہ شائع کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ البتہ اُس وقت میرے کام کا تعلق رسالے کے لیے لکھے جانے والے مواد سے بہت کم اور اس کی اشاعت اور تصویروں سے زیادہ تھا کیوں کہ میں نے کمپیوٹر پروگرامنگ میں تعلیم حاصل کی تھی اور میں گرافکس میں بھی مہارت رکھتا ہوں۔

میزبان: جی واقعی! یہ تو بہت دلچسپ بات ہے۔ ہم اس بارے میں مزید جاننا چاہیں گے کہ آپ کا کام تو ابتدا سے ہی تکنیکی قسم کا تھا، پھر یہ اچانک ادبی رجحان کیسے پیدا ہوا؟

ڈاکٹر علی: جی آپ نے درست کہا۔ ابتدا میں تو میرا کام خالص تکنیکی ہی تھا۔ لیکن اردو ادب سے لگاؤ مجھے بچپن سے تھا۔ میں اسکول کے زمانے میں اپنے فارغ وقت میں ناول، افسانے، ڈرامے اور سفر نامے پڑھا کرتا تھا۔ مجھے یہ سب پڑھ کر بہت لطف آتا تھا۔ اور تو اور، میری ادب سے دلچسپی کی وجہ سے اردو کے استاد بھی میری بہت حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ کلاس میں اکثر مشکل ترین سوالات کے جواب کے لیے سب طالب علم میری طرف دیکھتے تھے اور مجھے بہترین جواب دینے پر شاباش ملتی تھی۔ اس بات سے میری خود اعتمادی میں بھی بہت اضافہ ہوا اور میں زیادہ لگن سے پڑھنے لگا۔

میزبان: بہت خوب! تو یوں کہنا چاہیے کہ اردو ادب آپ کے لیے کوئی نیا میدان نہیں تھا بلکہ آپ بچپن سے ہی اس خوب صورت ادبی دنیا سے جڑے ہوئے تھے۔ اپنے تعلیمی سفر کے بارے میں مزید بتائیے۔

ڈاکٹر علی: جی! یہ تو تھیں اردو ادب سے دلچسپی سے متعلق کچھ باتیں جو میرا شوق اور فارغ وقت کا مشغلہ تھا۔ میرا یہ شوق مزید بڑھا تو میں نے اپنے اسکول کے میگزین کے لیے کہانیاں لکھنا شروع کیں جنہیں پڑھ کر تمام طالب علم اور اساتذہ میری اس کوشش کی تعریف کرتے تھے۔ ویسے طالب علمی کے زمانے میں مجھے آرٹ میں زیادہ دلچسپی نہیں تھی لیکن ریاضی اور کمپیوٹر کے مضامین مجھے بہت زیادہ پسند تھے اور میں نے اسکول اور کالج کے بعد کمپیوٹر سے متعلق اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ میرا شوق ایک دن میرے کام کا مستقل حصہ بن جائے گا۔

میزبان: ارے واہ! یہ تو بہت اچھی بات ہے! ہم اس کی تفصیل جاننا چاہیں گے۔

ڈاکٹر علی: ہوا یوں کہ شروع میں تو میں رسالے میں چھپنے والی کہانیوں اور مضامین کے لیے تصویریں منتخب کر کے انہیں ایڈٹ کیا کرتا تھا۔ اسی دوران ہمارے ایک دوست جو ایڈیٹر کے فرائض انجام دے رہے تھے، انہیں ذاتی وجوہات کی بنا پر یہ کام چھوڑنا پڑا۔ پہلے تو ہم بہت پریشان ہوئے لیکن اپنا ذاتی کام ہونے کی وجہ سے میں نے نہ چاہتے ہوئے بھی عارضی طور پر یہ ذمہ داری قبول کر لی۔

میزبان: یقیناً! آپ اس کے اہل تھے اسی لیے تو یہ فیصلہ کیا گیا ہوگا۔

ڈاکٹر علی: بس پھر کیا تھا، اگلا شمارہ چھپتے ہی ہر طرف سے مبارکباد اور تعریفوں کے پیغام آنے لگے۔ ہمارے پڑھنے والوں نے بھی اس مرتبہ کہانیوں کے معیار اور اُن سے منسلک تصویروں کو بہت سراہا تھا۔ آپ اندازہ لگا سکتی ہیں اس کے بعد کیا ہوا ہو گا! میرے لاکھ کہنے کے باوجود میری ایک نہ سُنی گئی اور ایڈیٹر کی ذمہ داری مستقل طور پر مجھے سونپ دی گئی۔

میزبان: بہت خوب! آپ کے خیال میں اس رسالے کی کامیابی کی اور کیا وجوہات ہیں؟

ڈاکٹر علی: میں یہاں اپنی پوری ٹیم کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کی مسلسل محنت اور جذبے کے بغیر اس رسالے کی کامیابی ممکن نہیں تھی۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہاں ہم میں سے کوئی بھی کسی دوسرے کو ملازم یا ماتحت نہیں سمجھتا اور ہم سب ایک خاندان کی طرح ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں اور ہر کام محنت اور پوری لگن سے کرتے ہیں۔

میزبان: یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ آپ آخر میں نوجوانوں کو کیا مشورہ دینا چاہیں گے؟

ڈاکٹر علی: ہم سب جانتے ہیں کہ کام کی دنیا بہت تیزی سے بدل رہی ہے۔ نوجوانوں کے لیے میرا پیغام ہے کہ اپنے فارغ وقت کو فضول کاموں میں ضائع نہ کریں اور کوئی نہ کوئی اچھا مشغلہ ضرور اپنائیں۔ کیا معلوم ایک دن یہی مشغلہ آپ کے کام میں بہت مددگار ثابت ہو۔

میزبان: ڈاکٹر صاحب! ہمارے میگزین میں انٹرویو دینے کے لیے آپ کا بے حد شکریہ۔

ڈاکٹر علی: انٹرویو کی دعوت دینے کے لیے آپ کا بھی بہت شکریہ۔

[Pause 00’30”]
[Repeat]
[Pause 00’30”]

ریکارڈنگ ختم ہوئی اور اس کے ساتھ یہ امتحان بھی ختم ہوا

This is the end of the recording, and of the examination.

BLANK PAGE

Permission to reproduce items where third-party owned material protected by copyright is included has been sought and cleared where possible. Every reasonable effort has been made by the publisher (UCLES) to trace copyright holders, but if any items requiring clearance have unwittingly been included, the publisher will be pleased to make amends at the earliest possible opportunity.

To avoid the issue of disclosure of answer-related information to candidates, all copyright acknowledgements are reproduced online in the Cambridge Assessment International Education Copyright Acknowledgements Booklet. This is produced for each series of examinations and is freely available to download at www.cambridgeinternational.org after the live examination series.

Cambridge Assessment International Education is part of Cambridge Assessment. Cambridge Assessment is the brand name of the University of Cambridge Local Examinations Syndicate (UCLES), which is a department of the University of Cambridge.

© UCLES 2022